

کہ ماہ کے سانپ نے مینڈک کو چھوڑ دیا۔ مینڈک پانی میں چلا گیا اور سانپ وہیں کھڑا رہا تب
شہزادے نے سانپ سے شرمندگی کھینچی اور یہ بات اپنے جی میں کہی کہ کس واسطے میں نے تو اس
کا اُس کے منہ سے چھڑایا یہ کہہ کر تھوڑا گوشت اپنے بدن کا کاٹ کر شہزادے نے سانپ کے آگے
ڈال دیا وہ گوشت کی بوٹی منہ میں ڈال کر اپنی مادہ کے پاس گیا اور اس کی مادہ سے جو وقت اُس
گوشت کو کھلایا وہ اُس سے کہنے لگی کہ تو یہ گوشت مزیدار کہاں سے لایا سانپ نے سب احوال اُس کا
سناپن نے کہا کہ جو شخص تیرے ساتھ احسان کرے پس تجھ کو بھی لازم ہے کہ تو بھی شکر اُس کا بھی لادے اور
اُس کی خدمت میں حاضر رہے غرض سانپ آدمی کی صورت ہو کر شاہزادے کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ
نام میرا خالص ہے یہ جانتا ہوں کہ خدمت میں آئیگی حاضر رہوں شہزادے نے قبول کیا اور وہ مینڈک
جو سانپ کے منہ سے چھوٹا تھا لہو لہان اپنی مادہ کے پاس گیا اور یہ سب احوال اپنی مادہ سے کہا تب
اُس کی مادہ نے سنتے ہی اس احوال کے کہا کہ تو اب اُس شخص کی خدمت میں جا کر حاضر رہ آفرینڈک
بھی سانپ کی طرح آدمی کی صورت ہو کر شاہزادے کی خدمت میں گیا اور کہا کہ نام میرا خالص ہے آواز دہکتا
ہوں کہ میں آج کی خدمت میں لوگوں کی طرح حاضر رہوں شاہزادے نے اُس کو بھی اپنی خدمت میں رکھا
پھر وہ تینوں وہاں سے چلے اور کسی شہر میں پہنچے شاہزادے نے وہاں کے بادشاہ سے جا کر عرض کی کہ
میں ایسی شجاعت رکھتا ہوں کہ اکیلا سو آدمی سے لڑ سکتا ہوں ہزار پٹے روز پاؤں تو خدمت عالی میں
حاضر رہوں اور جس وقت جو کام فرمائیے گا وہیں اُسے سرانجام کو پہنچاؤں گا بادشاہ نے اُس کو ڈکڑ کھا
اور ہزار پٹے کا رخصانہ مقرر کیا شہزادہ ہزار پٹے لیکر سو آپ خرچ کرنا اور دھڑلوان دونوں کو دنیا باقی خدا
کی راہ میں صرف کرنا اور خیرات کرنا اہل بدن بادشاہ مجلس کے شکوہ کو گیا اتفاقاً اُس کی انگوٹھی دریا میں گر پڑی
ہر چند جستجو کی تاہنہ آئی تب شہزادے سے کہا کہ میری انگوٹھی دریا سے نکال لا شہزادے نے دینے ہمارے ہوں
کو کہا کہ بادشاہ نے یوں ارشاد کیا ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ یہ کونسا بڑا کام ہے جو بادشاہ نے فرمایا
ہے پھر مخلص نے کہا خاطر جمع رکھیے یہ کام میرا ہے میں جاساں اور وہیں مینڈک کی صورت بنکر دیا میں گیا
اور غوطہ مار کر انگوٹھی لے آیا شہزادہ اُس انگوٹھی کو لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور انگوٹھی پیش کی۔ بادشاہ
نے لیکر اُس پر بہت سی مہربانی فرمائی بعد کئی دن کے بادشاہ کی بیٹی کو سانپ نے کاٹا حکیموں نے بہت
سی دوا کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تب بادشاہ نے شہزادے کو کہا کہ میری لڑکی کو اچھا کر شاہزادہ اس بات
سے حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ یہ کام میرا نہیں خالص سناپی عقل سے دریافت کیا اور کہا کہ مجھے
اُس لڑکی کے پاس لیچلو اور ایک خلوت خانہ میں ہم دونوں کو بٹھلاؤ وغیرہ سے فضل سے میں اُسے

اچھا کر دی گھا شاہزادہ اُسے لیکر اور ایک حجرے میں دونوں کو بٹھلا کر نکل آیا۔ خالص نے اپنے منہ کو اُس سانپ کے زخم پر رکھا اور زہر سب چوس لیا لڑکی اُسی وقت اچھی ہو گئی تب بادشاہ شہزادے سے یہاں تک خوش ہوا کہ اُس لڑکی کا بیاہ اُس کے ساتھ کر دیا اور اپنا ولیعہد کیا کتنے دنوں کے بعد خالص اور مخلص نے عرض کی اب ہم رخصت چاہتے ہیں۔ شاہزادے نے کہا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ رخصت مانگتے ہو خالص نے کہا کہ میں وہی سانپ ہوں کہ مجھے گوشت آپ نے اپنے بدن کا کھلایا تھا اور مخلص نے کہا کہ میں وہی میٹک ہوں کہ مجھے سانپ کے منہ سے پھڑپھڑایا اب ہم امیدوار ہیں کہ اپنے اپنے گھر جائیں شاہزادے نے دونوں کو رخصت کیا یہ کہانی خجستہ سے طوطے نے کہہ کر کہا اچھا اب جا اور دیر نہ لگا کہ بالوہ نے یہ سننے ہی چاہا کہ جاوے اور اپنے یار کو گلے لگا دے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ بولا۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ دو ہاڑھکے رونے لگی۔ دوہا

نین بچے ہیں دھونڈتے نیر رہو پھر پور + انجن کارن بھیجو تنک چرن کی دھور

چوبیسویں داستان گم ہونا سوداگر کی لڑکی کا :

جب آفتاب چھپا اور ماہتاب نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور متفکر ہو کر بیٹھی طوطے نے اُس کو حیران دیکھ کر کہا کہ اے کہ بالو آج کی شب تو کیوں اسقدر متفکر ہے مجھے دیکھنا یوں گوارا نہیں، اس اندوہ کا مجھ کو چارہ نہیں، بی بی خدا کیلئے کسی چیز کا غم نہ کھا اور کچھ اندیشہ اپنے جی میں نہ لا حسن یہ سخن جوانی اور اسپر یہ غم، ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم، جب خجستہ نے یہ مضمون طوطے کی زبان سے سنا تب اُس نے اُسی ڈھب کے شعر پڑھے اشعار کیا کہوں کچھ کہا نہیں جانا، اسے چپ بھی رہا نہیں جانا بے اُسکے گل نہیں پڑی، اور ملوں تو ملا نہیں جانا، پھر کہنے لگی کہ اے طوطے میں رات سے اسی فکر میں ہوں کہ عشوق میرا دانا ہے یا نادان عالم ہے یا جاہل اگر چہ تر ہے تو اُس دوستی کرنا بہتر ہے اور اگر موگہ تو اُس سے دور ہی رہنا چاہیے کیونکہ موقوف سے دوستی کرنا ایسا ہے جیسا کوئی اپنے جی سے دشمنی کرے طوطے نے کہا اے خجستہ تو جا اور یہ نفس سوداگر کی بیٹی کے گم ہونے کی اُس سے کہ اگر وہ عقلمند ہو اور ہوشیار تو اسکا تجربہ کر لگے تب سوال کا جواب دیدے تو دانا جانو نہیں تو نادان سمجھو خجستہ نے پوچھا کہ وہ حکایت کیونکر ہے کہ حکایت کہی لگا کہ کابل میں ایک سو داگر مالدار تھا اور اُسکی زہرا نام بیٹی بہت خوبصورت تھی تمام شہر کے عمدہ لوگ اُسکی آرزو کہتے تھے پر وہ کسی کو قبول نہ کرتی تھی اور اپنے باپ سے یہی کہتی تھی کہ میں اُس شخص سے شادی کرونگی جو دانشمند کمال ہوگا۔ اور ہنرمند بے بدل اسبات کا شہرہ ہر ایک شہر میں پہنچا غرض کسی ملک میں عین جوان تھے۔ وہ تینوں کابل میں جا کر اُس سوداگر سے کہنے لگے اے

شخص اگر میری لڑکی خوبرو ہنرمند جانتی ہے تو ہم تینوں آدمی حاضر ہیں کہ بالفعل اس جہان میں بہار
 برابر ہنرمند کوئی نہیں ہے اُس نے پوچھا کیا ہنر کہتے ہو اُن ہی میں سے پہلے ایک نے کہا میں یہ
 ہنر رکھتا ہوں کہ جو چیز کم ہو بتا دیتا ہوں اور جس جگہ ہو نکال دیتا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں کل کا
 گھوڑا ایسا بناؤں کہ حضرت سلیمانؑ کے تخت سے بھی آگے اڑاؤں تیسرے نے کہا کہ میں وہ تیر انداز
 ہوں جو میرے تیر کا پھل کھادے سو کھیت چھوڑ باہر نہ جاوے یہ سخن سن کر وہ تاجر اپنی بیٹی کے پاس گیا
 اور کہنے لگا کہ بیٹی آج تین شخص ایسے ہنرمند آئے ہیں۔ اب کیا کہتی ہے۔ اُس نے تعریف سن کر کہا
 بابا جان میں اپنے جی میں سوچ کر کل اس بات کا جواب دوں گی۔ اور اُن میں سے ایک کو پسند کر دیں گی۔ یہ
 بات کہہ کر آپ رات کے وقت گم ہو گئی۔ صبح کو اُس کے باپ نے برتید ڈھونڈا کہیں نہ پایا خدا جانے کہاں
 گئی۔ صبح کو سوداگر پہلے شخص کے پاس گیا اور پوچھا سچ تمہارے کہ میری لڑکی یہاں سے کہاں گئی اور کہاں ہے
 اُس نے یہ بات سنتے ہی تامل کیا اور بعد ایک گھڑی کے کہا کہ اُسکو ایک پری فلاح پہاڑ پر بیٹھی ہے کہ وہاں
 نہ کوئی جا سکتا ہے نہ کوئی اُس کی خبر لا سکتا ہے۔ تب اُس سوداگر نے دوسرے سے کہا کہ تو کاٹھکا گھوڑا بنا کر
 اُس تیسرے جوان تیر انداز کو دے کہ وہ اُس گھوڑے پر سوار ہو کر جائے اور اُس پری کو تیر سے
 مار کر میری لڑکی کو اپنے پیچھے چڑھا کرے اسے آخر کار اُس نے کاٹھکا گھوڑا اُس تیر انداز کو دیا وہ اُس
 گھوڑے پر سوار ہو کر اُس پہاڑ پر گیا اور ایک تیر اُس پری کو مار کر اُسے لے آیا پھر وہ تینوں جوان اُس
 لڑکی پر عاشق ہو کر اُس میں فتنہ کرنے لگے۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ میں ہی اپنی شادی اس
 کے ساتھ کروں طوطے نے جس گھڑی یہ سخن یہاں تک پہنچایا نجستہ سے کہا یہ حکایت اپنے معشوق
 سے پوچھ کہ وہ لڑکی اُن تینوں سے کس کو دینی پہنچتی ہے۔ اگر جواب باصواب دے تو جانو کہ ہنر چار
 ہے اور نہیں تو نالائق و نابکار نجستہ نے کہا اے طوطے پہلے تو مجھ سے تو کہہ دے کہ وہ کسے
 پہنچتی ہے۔ بھلا میں دریافت کر رکھوں۔ طوطے نے کہا۔ اُسے پہنچتی ہے جو پری کو مار کر اُسے
 لے آیا ہے کیونکہ اُن دونوں نے اپنا ہنر دکھلایا اور وہ اپنے جی پر کھیلایا جو ایسے خوف کے مکان پر
 گیا اور اُس کو لے آیا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا اسے نجستہ اب جاوے اُس سے مل خرم کہاں
 پھر یہ موسم چوانی کہاں! غنیمت سمجھو بہت دوستاں نجستہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ جائے اور اُس گھوڑے
 کو گلے لگا دے اتنے میں صبح ہو گئی اور غنہ نے بانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ دو ہاڑ ہا
 اور رونے لگی دوہا

آدھی رات میں میں پلک ڈھانپ تو ہے لوں + نائیں دیکھوں اور کونہ تو ہے دیکھن دُوں!

پچیسویں داستان کہ برہمن نے بابل کے بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہو کر اپنی دانائی سے مع مال اور اسباب اُس کو پایا یا

جب آفتاب چھپا اور اسباب نکلتا تب حجتہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے عقلمند بھلی بات کی نصیحت کر نیو لے اور لے وفادار حرمات کے رکھنے دل لے بہتر یہی ہے کہ آج مجھے جلد رخصت کر کے فرم ساتی خبر شتاب لے سیرے خمار کی، طاقت نہیں ہے مجھے اب انتظار کی، اور نہیں تمہارا صبر کر کے بیچ رہوں اور یہ فرد پڑھا کر دل فرم بلبلو جاؤ تبیں گل کے گچھے سے لگ لگاؤ مت متباد سے گلشن کو نہیں بیچیں ہوں، طوطا کہنے لگا اے حجتہ میں تجھے ہر ایک رشب رخصت کر ناموں پر کہا نہیں جا تا کہ نصیب تیرے کیسے ہیں کہ تجھ سے یا کسی نہیں کہتے بہتر ہے کہ آج شتاب جا اور اپنے معشوق سے جا کر ملاقات کر لیکن نصیحت میری یاد رکھو کہ جو کام کرنا سوالیا کرنا جس کے سبب سے کسی آفت میں نہ پڑو بلکہ کچھ فائدہ اٹھاؤ جیسا ایک برہمن نے بابل کی بیٹی پر عاشق ہوا اور ایک تدبیر سے معشوق اور مال و اسباب اُس کے ہاتھ آیا اور کسی آفت میں نہ پھینسا شہر شرط سلیمہ سے ہر ایک امور میں، عیب بھی کر نیکو ٹھہر چاہیے، حجتہ نے پوچھا وہ حکایت کیونکر ہے میان کو حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک برہمن خوبصورت عقلمند گردش فلکی سے اپنے شہر کو چھوڑ کر رائے بابل کے ملک میں گیا اور ایک دن کسی باغ میں جا کر سیر کر کے غنچہ کی کرنے لگا اتفاقاً بابل کی بیٹی بھی اُس چمنستان میں بہار لادو گل کی دیکھتی پھرتی تھی۔ اتفاقاً نظر اُس برہمن کی اُس چمن پر پڑی اور اُس لڑکی کی آنکھ بھی اُس برہمن نہر طلعت کی آنکھ سے لڑی جوانی کی اُمتگ نے اپنی قوت دکھائی اور شعلہ عشق نے آتش محبت دونوں طرف سے بھڑکائی حاصل کلام یہ ہے حسن بھوے دونوں سے عشق کے دستگیر و مفید یہ اُسکا وہ اُس کی اسیر، بعد دو چار گھنٹوں کے دونوں اپنے اپنے گھر آئے وہ دیوانی ہوئی اور یہ بیمار پڑا آخر یہ برہمن ایک جادوگر کے پاس جا کر اُس کے قدم پر گرا اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ رنج کھینچے ہیں داغ کھائے ہیں، دل نے صدمے بڑے اٹھائے ہیں، اب قدم آپ کے نہ چھوڑوں گا، بڑی محنت سے میں نے پائے ہیں، اور اُس جادوگر کی یہاں تک خدمت کی کہ وہ اُسکی جانفشی دیکھ کر شرمندہ ہوا۔ اور ایجنہاں دہراں ہو کر پوچھنے لگا اے غریب آشفہ طلعت تو آزمائش چاہتا ہے یا کچھ کام دنیوی رکھتا ہے جو کچھ درکار ہو اُس کا انجام یہ فقیر کرے برہمن نے یہ سخی سنکر اُس جادوگر کے سامنے اٹھ باندھ کر اپنا احوال بخوبی تمام ظاہر کیا تب اُس نے کہا خیر میں جانتا تھا کہ تجھ سے کان نہ چاہیگا یا کچھ ایسا کام کہیگا کہ وہ مجھ سے نہ ہو سکیگا اور آدمی کو آدمی سے ملا کیا بڑی بات ہے یہ کہہ کر اُسی گھنٹے ایک مہر و حکمت کا بنا کر اُس برہمن کو دیا اور کہنے لگا کہ یہ مہر اگر مرد اپنے منہ میں رکھے

تو عورت معلوم ہوئے اور اگر عورت رکھے تو مرد معلوم ہوتے یہ کہہ کر ایک دن وہ جادوگر اُس برہمن کی شکل
ہوا اور اُس برہمن کو برہمنی کی صورت بنا کر لائے بابل کے پاس جاکر کہنے لگا کہ مہاراج کی بے ہوشی پر ہمن
ہوں میرا لڑکا دیوانہ ہو کر کہیں چلا گیا ہے یہ اُسکی جو روپے اگر اسکو اپنے پاس گھر میں دو چار دن
کیواسطے جگہ دے گئے تو اس عرصہ میں میں اپنے لڑکے کو ڈھونڈ کر نکالوں گا۔ رائے بابل نے یہ بات اُس
کی قبول کی اور اُس برہمنی کو اپنے گھر میں جگہ رہنے کو دی اور برہمن جادوگر کو کچھ خرچ راہ دلوں اور خدمت
کیا پھر اُس برہمنی کو اپنی بیٹی کے پاس رکھا۔ دونوں بھرتی آئیں عاشق اور محشوق لے۔ تجستہ
تو نے دیکھا کہ کس حکمت سے اُس جادوگر نے برہمن کو اُسکی آشنا کے پاس پہنچا دیا اور آپ بھی کچھ
روپیہ لیکر اپنے گھر گیا۔ غرض وہ لڑکی برہمنی کو بہت سا پیار کرنے لگی تب ایک دن برہمنی نے پوچھا کہ رنگ
تیرا دن بدن زرد ہوتا جا رہا ہے اور آنکھوں سے رات دن آنسو جاری ہیں مہیاؤں کا ساحل بنا باجے سچ کہہ کیا
کسی سے دل لگایا ہے اُس لڑکی نے چاہا کہ اپنا احوال اُس سے چھپائے پر برہمنی نے اُس چالاکی کر کے
کہا میں جانتی ہوں کہ تو کسی پر عاشق ہے اگر راز اپنا مجھ سے کہیگی تو کار سازی تیری کر دوں گی تب اُس لڑکی
نے تمام حقیقت مویو اس طور سے کہہ سنائی کہ میں ایک برہمن بچے پر مرتی ہوں اور اُس کے غم میں اپنی
جوانی کے دن بھرتی ہوں۔ وہ برہمن جو برہمنی کے عیس میں تھا کہنے لگا کہ سچ کہہ اگر تو اُس برہمن کو دیکھے
تو پہچانے اُس نے کہا البتہ اگر اُس کو دیکھوں گی تو پہچان لوں گی۔ اُس نے فُہرہ اپنے منہ سے اُگل
دیا وہیں یعنی صورت پر آگیا اور اُس نے اُسے پہچان کر خوب گلے سے لگایا اور ایک عجیب طرح پر
چین اٹھا یا بعد کتنے دنوں کے آپس میں مشورت کر کے کہنے لگا کہ اب یہاں کار رہنا اچھا نہیں ہے
بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس ملک سے نکلیے اور کسی شہر میں چل کر بے کھٹے رہیے یہ ٹھیکہ کر لائے بابل کی بیٹی بہت
سا زور و جواہر اپنے باپ کے خزانے سے لیکر برہمن کے ساتھ آدھی رات کو اپنے گھر سے باہر نکلی
اور کٹی ملک کی راہ لی۔ کتنے دن میں کسی اور بادشاہ کے شہر میں جا کر داخل ہوئی ما اور ایک مکان
سر بازار اچھا سا بنا کر رہنے لگی اور اپنے دل کی تمنا بیدھڑک ہو کر نکالنے لگی، اور اگر کبھی اختلاط
کے وقت شعر خوانی پر جمی چلتا تو یہ قطعہ پڑھتی قطعہ صبح تو جام سے گزرتی ہے، شب
دل آرام سے گزرتی ہے، غاقبت کی خبر خدا جانے، اب تو آرام سے گزرتی ہے، جب اُس
لڑکی کے باپ نے وہاں اُن دونوں کو نہ دیکھا نہایت فکر مند ہوا اور ہر چند ڈھونڈا کچھ سرغ نہ پایا کیونکہ
اُسکے نکس نخل کر کسی اور مہرہ میں گئے تھے۔ جب طوطے نے یہ کہانی کہہ کر کہا اے بی بی جلدی مہارہ
اور جہتریں لی کی اُس سے مل کر نکالو کہ بانو نے یہ بھلتے ہی چاہا کہ جاس اور لذت نہ نکالی کی اُس سے

مل کر اٹھائے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اسکا اُس روز بھی مخوف دہانت بیت پڑا اور بونے لگی
 پھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں خاک ایسی زندگی پر جم کہیں اور ہم کہیں
 پھبھبھب سوستان جانا رائے بابل کے بیٹے کا تھخانے میں پوجا کو اور عاشق ہونا ایک
 عورت پر پھر اُسے پانا پھر بارنا اپنے تئیں پھر زندہ ہونا اور جھگڑا اسر اور تن کا
 جب سونچ چھا اور چاند نکلا جھٹہ نصرت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنے
 معشوق کے پاس حاضر اور پہلے اُسکی عقل مند ری ریافت کروں اگر عقل مند پاؤں گی تو دوستی کروں گی اور نہیں تو
 باز رہوں گی اور میری کروں گی کسرا سٹے کہ شعور مندوں نے کہا ہے کہنا مقدور تین شخصوں سے آشنائی نہ کیا
 چاہیے اور انکی آشنائی کا اعتماد نہ کریے اول عورتوں کی دوستی کا۔ دوسرے لڑکوں کے اخلاص کا
 تیسرے احمقوں کیساتھ کا۔ نقل مشہور ہے فاناک کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے طوطے نے کہا کہ
 اے بی بی تو جو کہتی ہے سچ ہے بہتر یہ ہے کہ اس رات ایک حکایت اپنے دوست کے سامنے بیان کرے
 اور اُس سے پوچھے اگر جواب ایسا دے کہ جو لپ ریدہ ہو تو اُسے عافز اور ہر تیار سمجھو اور اگر جواب اچھا نہ
 دے تو نادان جانو۔ جھٹہ نے پوچھا وہ نقل کوئی ہے جو اُس سے پوچھوں بیان کی حکایت طوطا کہنے
 لگا کہ کسی وقت رائے بابل کا بیٹا ایک تھخانے میں پوجا کرے گیا۔ اور وہاں ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ اتنی
 خوبصورت تھی کہ بیان نہیں کیا جانا۔ عجب حسن اُسے خدا نے دیا تھا۔ سبحان اللہ جو وہیں رات
 کا چاند اُسکے کمرے سے ٹھرائے۔ اور سیاہی اُس کی زلف کی رات کو آٹھ آٹھ آنسو رولائے۔ قد
 اُس کا اگر سر و دیکھے تو مارے خجالت کے زمین میں گر جائے۔ اور کہیں اُس کی رفتار کو
 نہ پائے شعر غضب جوڑے کی بندش ہے قیامت قد بالابہ ماسم جتوں پری کھڑا بدن سانچے میں
 ڈھالا ہے مادہ میں اُسکا عاشق ہوا اور دل نے بیقراری جو کی تو گھبرا کر اُس بت کے پاؤں پر سر جھکا کر
 گر پڑا اور دعا عاجزی سے مانگی کہ اگر یہ لڑکی میرے ساتھ بیاہی جائے تو میرا اپنے تن سے جدا کروں
 اور تھکے قدم پر چڑھاؤں آخر کار یہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور اُسکے باپ کو اُس نے یہ پیغام دیا کہ مجھے
 اپنی غلامی میں لیجئے اور اپنی لڑکی کو نبیہہ دیجئے جس گھڑی یہ پیغام اُس کے باپ نے سنا اُسی گھڑی اپنی
 لڑکی کا بیاہ اور گونا اُسکے ساتھ کرو یا پھر وہ دونوں بطور عاشق و معشوقی کے آپس میں ملکر رہنے لگے یہ اپنے گھر
 اُسکے ساتھ چین کرتی اور کبھی وہ اپنے مکان میں اُسکے ساتھ آرام کرتا اسی طرح ایک عہد نہ گزرا اتفاقاً وہ
 لڑکی اپنی سسرال میں تھی کہ اُسکے مانبا اپنے اُسے اور اُسکے دو لہکاو اپنے گھر بلوایا وہ لڑکا اپنی دہن
 کو ساتھ لے گئے چلا اور ایک بہن بھی قدیم اُسکے مصاحبوں میں تھا۔ وہ بھی اُس کے ساتھ پیچھے

پہچھے ہو لیا جس وقت وہ لڑکا اُس بُت خانے کے پاس پہنچا جہاں اُس لڑکی کو دیکھا تھا اور وہ اقرار ہو
 کیا تھا سو یاد آیا اور وعدہ وفا کر نکلو تنہا نے میں اکیلا گیا اور سر کاٹ کر اُس بُت کے پاؤں پر دھردیا
 فرم نام پر اپنے مرد جاتے ہیں مابیش کھوتے ہیں جی گنوا تے ہیں۔ بعد ایک دم کے جو برہمن اُس بُت خانے
 میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ لٹے بابل کا لڑکا مردہ پڑا ہے اور اُس کے نن سے سر بھی جدا ہو رہا ہے یہ
 ماجرا دیکھ کر برہمن ڈرا اور جی میں کہنے لگا کہ میں اگر یہاں سے جیتا جاؤنگا تو لوگ یہی معلوم کریں گے
 کہ یہ لڑکا اس جگہ اس نے مارا ہے۔ کیونکہ اب تک اس مکان پر سوائے اُس کے اور کوئی بھی نہیں آیا
 غرض اُس نے بہت سا اندیشہ اپنے دل میں کر کے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ میں بھی اپنا سر تن سے اُٹاؤں
 اور اُس بُت کے قدم پر چڑھاؤں یہ کہہ کر اُس نے بھی اپنا سر اُٹا دیا اور اُس بُت کے قدم پر گر پڑا بعد
 ایک گھڑی کے وہ لڑکی بھی اُس بُت خانے میں گئی اور اُن دونوں کو مردہ دیکھ کر متعجب ہوئی اور کہنے لگی
 کہ ہے ہے وہ دونوں سر کٹے ہو لہاں پڑے ہیں یہ کیا غضب ہوا یہ کہہ کر چانتی بھئی کہ اپنا بھی سر کاٹ
 یا شوہر کی لاش کو نکلے لگا کر سستی ہو جائے۔ اتنے میں اُس ڈیوڑھی سے آواز آئی۔ کہ لٹے لڑکی
 یہ سر کٹے ہوئے تو اُن کے تنوں سے لگائے رام کی کرپا سے یہ دونوں ابھی جی اُٹتے ہیں۔ یہ
 سنتے ہی وہ خوش ہوئی اور جلدی سے اپنے شوہر کا سر برہمن کے تن پر اور برہمن کا سر اپنے خاوند کے
 تن پر رکھ دیا دونوں جی اُٹھے اور اُس عورت کے آگے کھڑے ہو گئے رائے بابل کے بیٹے کے
 سر سے اور برہمن کے نن سے قصہ ہونے لگا۔ کہ یہ میری جو رو ہے اور نن نے کہا کہ یہ میری فیلیہ ہے
 طوطے نے یہ چوکیدت تمام کی اور خجستہ سے کہا اگر اُسکی عقل آنا مانجا ہوتی ہے تو یہی بات ہے اُس کو چھو کہ وہ
 عورت نہ کر دیتی ہے یا دہڑ کو خجستہ نے کہا کہ لے طوطے پہلے تو یہی کہہ کہ مستحق اسکا کون ہے طوطا بولا کہ دیکھ
 اُسکا سر ہے کس واسطے کہ سر عقل کی جگہ ہے اور بدن کا سردار خجستہ نے جو یہ قصہ سنا قصہ اپنے بارے
 پاس جانیکا کیا اتنے میں صبح ہو گئی اور مرغ نے ہانگ دی جانا اُسکا اُس روز بھی متوقف رہا اور یہ فردہا
 اور رونے لگی فرم دھل کی شرب پر اسے صباغ فراق مارو روز بھی نصہ قی ہے۔

ستائینوں داستان کہ عیاری اور سخساری سے ایک عورت اپنے خاوند سے سرخو رہی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا خجستہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی لے طوطے میں اس بات سے
 ڈرتی ہوں اور شرمندہ ہوئی جاتی ہوں کہ جب اُس سے ملوں اور وہ دیر ہونے پر غصہ کرے تو میں نہیں جانتی
 کہ تب میں کونسا بہانہ کروں طوطے نے کہا اے کہ بانو تو کچھ اندیشہ نہ کر اس واسطے کہ عورتیں بہت
 سی باتیں کر جانتی ہیں۔ کیسے کیسے فریب بناتی ہیں اور کیا کیا کمزور کہتی ہیں اور حاضر ہو اب

ہوتی ہیں۔ میں نے آپ کی زبان سے بہت عذر کئے ہیں اور پسند کئے ہیں۔ تو ایسی معمولی بھالی نہیں کہ کچھ نہیں جانتی۔ کیا خوب مثل مشہور ہے امتحانِ جزیرہ عورت اگر اپنے آئے، تو باطنی کو بیڑی کے نیچے چھپائے، گف دست پر کب نکلتے ہیں بال، وہ چاہے تو اسپر بھی مرسوں جھائے، ایسے ایسے سخن کی فکر کرتی ہے کچھ خیر ہے دم بھر مٹھری سنہماں جی کو ڈھارس دے قد سے توقف کر کہ ایک عورت نے جو حیلہ اور عیاری اپنے شوہر کی بات کی وہ بھی تجھے رٹنا دل مجھ سے نے پوچھا اُسکی نقل کیوں کر ہے بیان کر حکایت طوطا کہنے لگا کہ کیسے تو قسم میں ایک شخص نے اپنے قبیلہ کو کئی ایک پیسے شکر لانیکو دئے اور وہ شکر لانے بازار میں بیٹے کی دوکان پر گئی بنیا اُسے دیکھتے ہی عاشق ہوا پھر اُس عورت نے سیر بھر شکر مول لیکر اپنی چادر کے کونے میں باندھ لی تھیں وہ بنیا اُس سے لگاؤ کرنے لگا۔ اور باقی خوش طبعی کی کہیں وہ بھی راضی ہو گئی۔ بعد اس راز و نیاز کے وہ اُس عورت کو اپنے گھر لے گیا اور وہ چادر گرہ باندھ ہوئی بیٹے کی دوکان پر رکھ کر اُسکے ساتھ چلی گئی تب اُس بیٹے کے گناشتہ نے اپنی چالاک سے دتے عرصے میں جھٹ پٹ شکر اُسکی چادر کے کونے سے کھول لی اور اتنی ریت اُسکی جگہ باغداد دی اتنے میں وہ رنڈی اُس کے مکان سے نکلی اور جھٹ پٹ چادر اٹھا اپنے گھر کی طرف اسی ہوئی اور اپنے خاوند کے آگے بیدھڑک چلی گئی اور وہ پوٹلی اُس کے آگے دھڑکی اُسے گرہ کھو لکو جو کچھ اُنو شکر کے بدلے ریت نظر آئی حیران ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیا سخن ہے تو مجھ سے کرتی ہے میں نے غم کو بھیجا تھا تو ریت لائی اُسے یہ سننے ہی بے تامل کماؤ اگر یوہیں شکر میں لاتی رہوں گی، تو اکدن میں جی ہی سی جاتی رہو گی، تب اُس مرد نے گھبرا کے پوچھا بی بی یہ کیا سبب ہے جو کچھ آج تو بدحواس معلوم ہوتی ہے فرما شکر کی جگہ ریت لائی ہے کیوں، مایہ زونی سی الفت بنائی ہے کیوں، تب اُس نے مسکرا کر کہا اجی کیا کہوں جو وقت میں گھر سے باہر نکلی اُس وقت سیر چھپے ایک میل ڈکارا تھا وہاں اُس کے ڈر سے میں بھاگی اُسی صدمے سے میں گر کر پیسے بھی زمین پر گر پڑے لوگوں کی شرم سے ڈھونڈھ نہ سکی یہ ریت اٹھا کرنے آئی ہوں پیسے اسیں ہونگے تم نکال لو میں نہایت تھکی ماندی ہوں کہو تو قسم سے سو رہوں یہ بات سنتے ہی اُس کے خاوند نے اُسکو گلے لگایا اور مچھیاں لیکر کہا اگر پیسے گر پڑے تھے تو تم ریت کیوں اٹھا لا میں اصل کلام عورت نے ایسا بے تامل اپنے خاوند کو جواب دیا کہ مطلق وہ اسپر خفا نہ ہو بلکہ اور مہربانی کرنے لگا طوطے نے جب تک کہانی تمام کی مجھ سے کہنا یہ نوسی بڑی بات ہے تو اُس سے بھی زیادہ کہہ سکتی ہے کچھ خطرہ نہیں بی بی اب تباں جا اور اپنے محسوس کو لگا لگا کر وہ تھپہ خرم کہہ لگا اُس وقت مجھ جواب معقول سمجھے گا طوطے کی اس شیریں سخن سے مجھ سے تسلی ہوئی مخرق لفظ سمجھاتی ہوئی پاؤں میں پہنکر چاہتی تھی کہ اٹھے اتنے میں مرغ بولا اور صبح ہوئی جانا اُس کا

اس روز بھی قوفہا تاب یہ فدوی اور رتن نے لگی فرما کوئی شب کو ہو گا وصال نگار ہر سحر ہے ہمایہ دشمن کا
اٹھائیسویں داستان کہ بادشاہ سوداگر کی لڑکی پر عاشق ہوا اود اہلکاروں کی تدبیر
سے وہ لڑکی بادشاہ تک نہ پہنچی۔ اور بادشاہ اُس کے فراق میں مر گیا۔

جب آفتاب چھپا اود ماہتاب نکلا مجتہ شرمندوں کی سی صورت بنائے ہوئے طوطے کے پاس گئی اود کہنے
لگی اے محرم راز تیرے میں عاری عقلندوں نے کہا ہے کہ جیسے شرم نہیں تھی وہ کسی قوم میں حرمت نہیں سکتی
اور وہ عہدت مستوراتوں میں جیسے اب بھی چاہتی ہوں کہ مہر کروں اور اپنے گھر میں بیچہ رسول کی غیر
مرو سے آشنائی نہ کروں اور نہ کسی کے گھر جاؤں فرما گھر سے نکلوں غیر کی میں جستجو کے واسطے لوگ
جی دیتے ہیں اپنی آبرو کی واسطے، طوطا کہنے لگا اسے مجتہ قی تو یہی ہے کہ تجھ سی عورت عقلندہ اور ہوشیار
آج تک نہیں دیکھی ہے سچ کہتے ہیں دو ہا نیناں جی سر لہے کہ جن نینہں میں لاج، بڑے بے اور
بکہ بھرے سوداؤں کو نے کاج، لیکن ڈر یہ ہے کہ اگر مہر کرے گی تو جان بڑی بھی اُس بادشاہ کی
طرح سے کل جاوے گی۔ مجتہ نے پوچھا کہ اُسکی نقل کیوں کر ہے :-

حکایت :- طوطا کہنے لگا کہ کسی شہر میں ایک سوداگر نہایت مالدار اور صاحب دفا رتقا اور بہت سے گھوڑے
اور ہاتھی اپنے پاس رکھتا تھا اور اُس کی بیٹی بہت خوبصورت اور حسین تھی فرما وہ نقشہ جسے دیکھ کر داغ کھائے
وہ صورت کہ تصویر کو حیرت آئے، اور شہر و اُسکی خوبصورتی کا ہر ایک شہر میں پہنچا تھا۔ اور ہر شخص دیدہ
و نادیدہ اُسکے دیکھنے کا مشتاق تھا۔ اور ہر ایک ہی چاہتا تھا کہ اپنی شادی اُس کے ساتھ کرے لیکن
باپ اُس کا مارے خرد کے کسی کو قبول نہ کرتا تھا۔ اس عرصہ میں اُس کا عہد شباب قریب پہنچا
اود نعل جوانی شمر کا مرانی سے پھلنے لگا اور کچھ کچھ جو بن اُبھرا تب اُس کے باپ نے اس ملک
کے بادشاہ کی خدمت میں جا کر اس معنوں کی عرضی گزاری کہ یہ غلام ایسی لڑکی حسین رکھتا ہے کہ
گفتگو اُس کی رشک بلبل ہزار اور چال اُسکی غیرت کبک کو ہمارے جانور اُس کی باتیں سننے
کے واسطے ہوا پر سے اترتے ہیں اور مست دیہوش ہوتے ہیں۔ جس نے اُس کے سخن کو سنا ہے اُس
نے غش کھایا ہے اگر وہ لڑکی حضور میں مقبول ہو اور خدمت میں کیڑی کی طرح مشغول رہے کہ لایق
حصہ کے ہے تو یہ فدوی اپنی ہم قوم میں اور بھی بزرگی پیدا کرے اور قدراُسکی زیادہ ہو بادشاہ نے جو حکم
لاحظہ کی تو خوش و خرم ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ جو کوئی لغیب ایچھے رکھتا ہے تو ایک چیز خود بخود آتی
ہے یہ کہہ کر اپنے چاروں وزیروں کو اشارہ کیا کہ تم اس تاج کے گھر جاؤ اور اسکی بیٹی کو دیکھو اور احوال سمجھو
دریافت کرو اگر وہ قابل حضور علی ہو جلدی آکر خبر کرو۔ غرض وہ چاروں وزیر بادشاہ کے فرمانے کے

بوجب اُس سوداگر کے گھر گئے اُس لڑکی کی صورت دیکھتے ہی عاشق ہو گئے۔
تصویر چارلس وزیر مرسلہ بادشاہ کے دینی سوداگر کی کہ نہایت حسین اور صاحب جمال تھی



اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر اس صاحب جن کو بادشاہ دیکھے گا۔ تو دیوانہ ہو جائے گا۔ رات دن اُسی کے پاس رہیگا ملک کی طرف متوجہ نہ ہو گا۔ پس ہر ایک کام تباہ ہو گا اور ملک کے بند و بست میں خلل پڑے گا۔ بہتر یہی ہے کہ اُسکی تعریف اُس کے سامنے نہ کیجئے اور اس لڑکی کے لینے کی صلاح بادشاہ کو نہ دیجئے یہ بات انہوں نے اپنے جی میں ٹھیک کر بادشاہ سے جا کر عرض کی کہ خداوند! اُس کی خوبصورتی کی خبر جو حضور میں پہنچی تھی سو غلط ہے اُس سے بہتر بہتر لونڈیاں محلِ مہلک میں بہنہ میں بادشاہ نے یہ شکر کہا خیر اگر وہ ایسی ہے جو تم کہتے ہو تو میری بھی مرضی نہیں۔ کہ اُس کے ساتھ شادی کروں اور اپنے اوپر خواہ مخواہ کا عذاب لوں آخر بادشاہ نے اُس سوداگر کو بھی قبول نہ کیا اور وہ سوداگر جب وہاں سے مایوس ہو کر پھر اُتب اُس نے شہر کے کوٹوال سے اُس کی شادی کر دی ایک دن اُس لڑکی نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس قدر خوبصورت و حسین ہوں تعجب ہے کہ مجھے بادشاہ نے قبول نہ کیا انشاء اللہ قحطائے ایک دن اپنے تئیں اُس کو دکھلاؤں گی القعدہ ایک دن وہ بادشاہ اُس کو کوٹوال کی عیال کی طرف سے کسی باغ کی سیر کو جاتا تھا کہ جلدی سے وہ لڑکی کو ٹھٹھے پر چڑھ گئی اور بادشاہ کو اپنے حسن کا حیلہ دکھایا اور دیکھتے ہی وہ عاشق ہو گیا۔ اور وزیروں کی طرف غضب سے نگاہ کر کے یہ فریض پڑی

اور کہنے لگا فرح دشمنی میں بھی یہ نہیں کرتے، دوستی میں جو تم نے دکھلایا، یہ کیا سبب تھا جو تم نے مجھ سے
 جھوٹ کہا تب انہوں نے عرض کی کہ خداوند اُس وقت ہم گنہگاروں نے یہ مشورت کی تھی کہ اگر بادشاہ
 ایسی عورت صاحب جمال کو دیکھیں گے تو اُس کے عشق میں بالکل ملک کے کاروبار سے غافل ہو جائیں گے۔
 سلطنت خاک میں لیگی اور رعیت برباد ہو جائیگی بادشاہ کو یہ بات اُنکی پسند آئی اور خطا اُن کی محاف کی مثل
 مشہور ہے۔ بات ہاتھی ہائے بات ہاتھی ہانوں، آخر اُس کے عشق میں بہار پڑا اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ
 یہی پیغام درد کا کہنا، اگر صبا کوئے یار میں گزرتے کوئی رات اُن لیے گا، دل بہت انتظار میں گورے،
 نب وزیر دہلے نے معلوم کیا کہ یہ کوئی دن میں جان سے جاتا ہے رخصتی کی کہ تو تو اُس سے اُس عورت کو لے
 لیں اور حضور شہرت وصال کو نوش چلن فرمائیں۔ اگر وہ اُس کے بھیجے ہوئے رانی ہو تو بہتر نہیں تو بد
 چھین لیں بادشاہ نے کہا کہ میں اس ملک کا بادشاہ ہوں ہرگز ایسا کام نہ کروں گا۔ یہ بات بادشاہوں کو
 لازم نہیں جو اس قدر ظلم و ستم کو کروں اور رعیت پر کریں اور اپنی قوت انہیں دکھا دیں یہ سرسرا انصافی
 ہے سوائے اُس کے جو ظلم کرتا ہے سو آپ ہی آپ خراب ہوتا ہے فرج جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز چھوٹا بھلتا
 نہیں، اس پر ہوتا کعبت ہے دیکھا کہیں شمشیر کا، بالفعل اس بیت پر عمل کرتا ہوں فرجی گناہناہل ہے
 آگے مرے، پر نہ دوں گا عدل اپنے ہاتھ سے، آخر کار بادشاہ کی اُس کے غم میں یہ حالت پہنچی کہ تمام ہو
 گیا بھٹے نے جب یہ کہانی تمام کی تب تجھ سے کہا صبر کرنا تیرے حق میں اچھا نہیں اگر تو بھی صبر کرے گی تو
 اُس بادشاہ کی طرح سے مر جائیگی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ اب جا اور اُس سولہا قات
 کو حسن خوشی سے دھن کو نوش کر، غم دین و دنیا فراموش کر، تجھ نے یہ سکر چاہا کہ اپنے تئیں اُس
 کے پاس پہنچا ہے۔ اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ مچا، جانا اُس کا اُس رخصتی موقوف رہا تب
 یہ بیت پڑی اور نے لگی فرج دن یہ کیا فلک دکھاتا ہے، شب اسد سے چھڑاتا ہے :-

انٹیسوں شہستان ایک گمہار کی کہ بادشاہ نے اپنے شکر کا اُسے سروار کیا۔

جب سورج چھپا اور چاند نکلا تجھ آہ و زاری کرتی ہوئی آنکھوں میں آنسو بھرے مجھے دل پر صدمے
 طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی بے غصہ ہیں نے سنا ہے کہ ایک غریب اعرابی نے کسی
 دو لہندے جاکر کہا میں کعبہ کو جاتا ہوں اُس نے کہا بہت بہتر دیر نہ کیجیے بلکہ جلد سہاویئے اُس نے کہا میں
 کچھ خرچ نہیں رکھتا ہوں دو لہندے کہا اگر تیرے پاس خرچ نہیں ہے تو بت جا میں کتاب کی رو سے کہتا ہوں
 کہ جو غفل ہو اُس پر کعبہ کا جانا فرض نہیں کہ خواہ بخواہ اپنے اوپر عذاب طوفان اور کچھ جلے خد نے محتاج
 کو نہیں کہا کہ تو کے کو جا اعرابی نے کہا کہ میں تیرے پاس کچھ نہ رکھتا ہوں مسئلہ پوچھنے نہیں آیا۔ جو تو

کتاب کی رو سے ہمیں بتانا ہے اے طوطے میں تجھ سے ہر شب صرف نصیحت لینے آتی ہوں اور تو بے فائدہ
 اور ہر آدمی کی باتیں ہکا بکا کرنا ہے نصیحت تو سننے نہیں آتی انہیں باتوں سے تجھ پر خفا ہونگی۔ یہ سن کر طوطا
 ڈر کر کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی کسی طرح سے مار ڈالے یہ سمجھ کر خوشامدیوں کی طرح باتیں کرنے لگا اور یہ شعر
 پڑھا قرعہ حبیب لعیب اعد ہمارے قسمت خفا جو ہم سے تو بے سعیت، ہا یہ کہا غضب ہے جو تو غضب ہے
 بڑا غضب ہے بڑا غضب ہے، اور کہنے لگا اے غصہ میری نصیحت سے دل تنگ ہو اور بڑا متان کو اسے جو
 کوئی کسی کی اچھی بات قبول کرتا ہے تو وہ ہلت کچھ دنوں میں کلام آتی ہے کہ بانو کہنے لگی اے طوطے جو تو کہتا
 ہے سو میں سنتی ہوں لیکن آج کی رات نہایت تار یک ہے اور میں کیلی جاتی ڈرتی ہوں مگر تو کہے لو اپنے
 غلام کو سناؤ، لیکر جاؤں اور اُس امید دار سے طوطے یہ سنتے ہی طوطا اپنے پیوں سے چھاتی ہیٹ کر کہنے
 لگا کہ ہے ہے خدا کے واسطے کہیں ایسا نہ کہ ناخبر دار غلام کو لیکر ہرگز نہ جلائے عقلند دل نے کہا ہے
 کہ کید نہ ہرگز و فلاح نہیں اور یہ قوم کم ظرف ہوتی ہے۔ شاید اُس کہہاں کی کہانی نہیں سنی جو ایسی
 باتیں نادانی کی کرتی ہے۔ غصہ نے اُس سے پوچھا کہ اُس کی حکایت کیوں ہے۔ بیان کر۔ حکایت
 طوطا کہنے لگا کہ ایک کہہاں نے کسی دن بہت شراب پی اور بدست ہوا کوزے اور قابے شیشے کے
 جو باسن شراب کے تھے ان ہنگام اور تمام بدن مذہمی ہوا مدت عمارت زخم اچھے ہوئے مگر نشان ان
 زخموں کے اس طرح سے معلوم ہوتے تھے کہ شاید زخم تیر و تلوار کے ہیں۔ اتفاقاً اُس کے سسٹر میں
 کمال بڑا اور وہاں سے محل کر اور شہر میں گیا تو لڑکی کی تلافی کر کے لگا اس شہر کے بادشاہ نے جو اس کے
 نزدیک اس طرح کے زخم دیکھے تو معلوم کیا کہ شاید یہ بڑا سپاہی ہے جو اس قدر زخم بدن پر اٹھائے ہیں یہ سمجھ کر
 بادشاہ نے اُسے لو کر رکھا اور مرتبہ اُس کا زیادہ کیا اور اپنے دل میں کہا یہ بڑا سچا ہے جو ایسا اُس کا بدن
 زخموں سے چھوٹا ہے بعد کی خلق کے ایک فہم بادشاہ پر چڑھا اور گاؤں اطراف کے لوٹے لگا کتب
 بادشاہ نے اُسے اپنی فوج کا سردار کیا اور چاہا کہ دشمن سے لڑے کہ جیسے جب یہ احوال اُس کہہاں کو معلوم ہوا
 تو وہ ڈرا اور بیمار پڑا حضور میں آکر عرض کیا کہ خداوند میں ذات کا کہہاں ہوں مجھ سے ہر انجام الائی کا نہ
 ہو سیکر گناہ شہر ہو رہے تلی کیا جانے مشک لگا بھاونہ سنتے ہی بادشاہ ہنسنا اور اپنے دل میں شرمندہ ہوا
 اور کسی سردار کو اُمی غفیم بھیجا طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے کہا کہ غلام کو ساتھ ساتھ مرتد لجا اُس سے کام بھلائی
 کا نہ ہوگا بلکہ اور رسوائی کر لگا تو اکیلی جا غصہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اکیلی اپنے تنیں اُس کے پاس پہنچا وے
 اور خطرہ زندگانی کا اٹھائے کہ ملتے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی جانا اسکا اسروز بھی قوف ہا تب
 بیت پڑھی اور سنے لگی بیت روز و شب ہجر کے کیساں ہی چل جاتے ہیں، نہ نہیں صبح ہی مطلب ہمیں شام سے کام

تیسویں استان ایک شیر اور شیرنی اور بچوں کی گیدڑ کے بچے کے ساتھ

جب سورج چھپا اور چاند نکلا جتھے مردانہ لباس پہن ہتھیار لگا لٹ پٹی کپڑی باندھ طوطے کے پاس خدمت لینے گئی اور اُس نے جو اسے بالکلین سے دیکھا تو بے اختیار ہنسنا اور کہنے لگا اے نجمتہ مرجان خوب کیا کہ ایسی اندھیری رات میں مردانہ لباس پہن کر تنہا آئی اور فلام کو ساتھ نہ لائی کیا ہی اچھا کیا سبحان اللہ بی بی ماں تمہی کو جنی حق تو یہ ہے کہ اس تیری ہوشیاری کے مدد سے کس واسطے کہ ایک طوطا آج میرے قدیم دوستوں میں اڑا جاتا تھا مجھے اس قید خانہ میں دیکھ کر ادھ سے بچے اُترا اور میرے پاس آ کر بیٹھا یہ نقل میں نے اُس سے سنی تھی اور یہ حکایت بھی اُسی طرح کی ہے جو شب کو میں نے تجھ سے کہی تھی مجھے نے بھی اس کے بموجب کہا یقین ہے کہ اب کہیں خطا نہ پاؤ گی نجمتہ نے پوچھا کہ یہ نقل کیونکر ہے بلکہ کہ حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی وقت میں ایک شہر مع شیرنی دو بچوں سمیت کسی جنگل میں جا کر ٹھہرا تھا لیکن ایک دن ماں بھوک کے بوکھلایا اور اس صحر میں شکار ڈھونڈنے لگا مٹی تو یہ ہے کہ مشقت بہت سی اٹھائی اور محنت بہت سی کی گو شکار نہ پایا تب بنا چاری گھر کی طرف بھرا ناگہان سے میں اُس نے دیکھا کہ ایک بچہ تنہا سا گیدڑ کا آنکھیں بند کئے دو چار دن کا پڑا ہے اور بیلکا ماہے تب یہ اپنے جی میں غش ہوا اور اُس کو اٹھ کر اپنی مادہ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ میں غرموں اگر دو چار دن اور بھی نہ کھاؤ گا تو رہ سکتا ہوں اور کچھ نہ ہوگا اور تو مادہ ہے اگر تو آج فاقہ کرے گی تو شام ہی تک مر جائے گی اس واسطے اس بچے کو لے آیا ہوں تو اسے کھا اور اپنے بچوں کو دو دھ پلا اسے کہا کہ بھوکو ایسا نہ چاہیے کیونکہ میں بچے نے اپنے لئے کہتی ہوں بھلا کس طرح سے اسے کھاؤں اور انہیں دو پلاؤں گا کہ وہ موت کسی کی اُٹلی نہ وہ اپنی چھاتی پر ہاتھ دھر دیکھو اور سوائے اس کے غم نہ ہو اور دل سخت نہ کھتے ہو غم تو کھا نہیں سکتے میں مادہ غرم دل میں کیونکر کھاؤں اگر کہو تو اس غم کو بھی ان بچوں کی طرح سے بالوں شیر نے کہا بہتر آخر شیرنی نے اُس بچے کو بھی اپنے بچوں کیساتھ والا بعد کتنے دھنل کے وہ تینوں بڑے ہوئے اور بچے شیر کے اُسکو بڑا بھائی جانتے تھے اور یہاں بچوں کی طرح آپس میں کھیلنا کرتے تھے ایک دن وہ کسی طرف کو گئے اور شکار کی تلاش کرنے لگے ناگہان ایک باغی کسی سمت سے انہیں نظر آیا وہ دونوں بچے شیر کے بے اختیار باغی پر چھپے اور وہ اسے ڈر کے پھیلے ہی پاؤں مٹا اور بھاگا پھر کسی دھشت کے تلخ جا کر چھپ رہا شیر کے بچوں نے اپنے بڑے بھائی کو بھاگتے دیکھا آپ بھی بھاگے بعد ایک دم کے آپس میں مل کر گھر میں آئے اور ماں سے وہاں کا ماجرا کہنے لگے تب ماں اُنکی نے کہا کہ یہ بیٹا گیدڑ کا بچہ ہے بہادری کب کر سکتا ہے فریاد کب پہنچے ہے بیٹا ایک کی رفتار کو مابے

تہا ہے کون اسے پہل بد خو نوار کو، طوطے نے یہ کہانی تمام کر کے فحشت سے کہا اب اٹھ اپنے معشوق کے پاس جا اور اس سے ملکر غلط فہمی اٹھا، کدبانو نے یہ سنتے ہی جا کر جاتے اور اپنے جانی کو نگلے لگا دیتے ہیں صبح صادق ہوتی اور سورج نے ہانک دی۔ جانا اسکا اُس روز بھی یونہی نہ گئی یہ بیت پڑھا اور بولنے لگی بدیت صبح دم کرتا ہے یہ عمل انگہاری بیشتر، ہوسحر کو خانہ ماتم میں زاری بیشتر،

اکھتیسویں داستان ایک امیر زادے اور سانپ کی

جب سورج چھپا اور چاند نکلا جتنے چال گریبان و حال پریشان آنکھوں میں آنسو جو بہہ رہے تھے طوطے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے یار وفادار طے محرم راز دل افکار خضر آتش عشق سے جلے ہوئے آہ یہ آگ کس نے بجھو رکھی، اے طوطے اب تو میرا دل اسکی جدائی سے جلا جاتا ہے اور بکچہ منہ کو چلا آتا ہے جگر کہاں ہو گیا صبح جان آج کسی صورت سے اس گھر میں نہ رہوں گی اور اپنے جانی کے پاس خواہ مخواہ جاؤ گی تو بھی جلد رخصت کر لوطا اپنے جی میں ڈرا اور کہنے لگا۔ خدا حافظ یقین ہے کہ یہ اب اس گھڑی کسی طرح سے نہ رہیگی۔ کیونکہ نہایت بیقراری رکھتی ہے۔ اور میری بات نہ سنے گی لڑبکڑ مضطرب ہے یہ سوچ کر مہاجاری کہنے لگا کہ اے کدبانو تجھے ہر شب رخصت کرتا ہوں اور خدا سے چلتا ہوں کہ تو اپنے یار غمگسار سے ملے تو آپ ہی توقف کرتی ہے جو نہیں جاتی اور نہیں معلوم کہ لعیب شیر کیسے ہیں جو پرگشتہ رہتے ہیں لے بسم اللہ دیر نہ کرھا اور اپنے یار کو نگلے لگا یہ بات یاد رکھنا کہ کسی دشمن کا اعتبار نہ کرنا نہیں تو وہ صدمہ گذرے گا جو اُس امیر زادے پر اُس سانپ کے سبب سے گذرنا فحشت نے پوچھا کہ اُس کی حکایت کیونکر ہے بیان کر۔

حکایت طوطا کہنے لگا کہ کسی دن ایک امیر کسی جنگل میں شکار کر چیلنے گیا تھا اور کالاسانپ کہیں سے بھاگا ہوا نہایت بد خو اسی سے اُس کے پاس کر آیا اور کہنے لگا اے امیر تیرے خدا کیواسطے مجھے جگہ دے کہ میں چُھپ رہوں اور تجھے دعا دوں امیر نے پوچھا اس فد کیوں گھبرا رہا ہے خیر تو ہے؟ سانپ نے کہا کہ دشمن میرا مجھے مارنے کو ہاتھ میں لا چکی ہے وہ چلا آتا ہے تو مجھے چھپا رکھ یہ بات سننے ہی امیر کو اُس پر رحم آیا اور اُس نے اپنی آستین میں چھپا لیا بعد ایک دم کے وہ شخص بھی ایک ٹاسا بالنس لئے ہوئے آیا اور کہنے لگا ایک کالاسانپ ابھی بہرے آئے اور کو آیا ہے کسی نے اُسے دیکھا ہو تو مجھے بتا دے میں اُس کا اس بالنس سے سر پھوڑوں اور اپنے گھر کی راہ لوں لیتے ہیں امیر نے کہا اے بھائی میں ناں بڑی دیر سے گھڑا ہوں لیکن میں نے تو نہیں دیکھا خدا جانے کہاں گیا اور اُس نے بھی اُسے خوب سا ڈھونڈا جب کہیں نہ پایا۔ تیرے گھر کا راستہ بھڑا ایک گھڑی کے امیر نے کہا اے سانپ

دشمن تیرا کیا اب تو بھی جانتا ہے سانپ ہنسنا اور کہنے لگا اے امیر اب میں تجھے بے ڈسے تو نہیں جاتا اور تیری بات کب سنوں گا اب بے مائے کب یہاں سے ٹھٹھا ہوں تو نہیں جانتا احوال میرا کہ میں دشمن ہوں تو برا ہے کہ تجھ کو ماروں گا تب جاؤں گا تو نہایت احمق معلوم ہوتا جو تیرے مجھ پر رحم کھایا اور میرے کہنے پر اعتبار کیا اور اپنی آستین میں رہنے کو مکان دیا۔ امیر نے کہا اے سانپ میں نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور تو میرے ساتھ بُرائی کیا چاہتا ہے یہ بات نامناسب ہے سانپ نے کہا میں نے عقل مندوں سے سُنا ہے کہ بدوں کیساتھ نیکی کرنا ایسا ہے جیسا نیکیوں کیساتھ بدی یہ سُنا کہ وہ ڈرا اور پھر غمی میں کہنے لگا اے ماریسا ایک اور سانپ آتا ہے تو میری آستین سے نکلے ہم اور تو دو دو ٹپ چلے اس سے چلو چلیں مگر وہ تیری بات پسند کرے تو مجھ کو چاہنا سو کرنا ہے یہ سخن اس نے اس کا سُنا اور اس کی آستین سے نکل کر اس سانپ کی طرف چلا تب اس نے فرحت پا کر ایک ایسا پتھر اُس کے سر پر لہا کہ وہ مر گیا اور امیر جیتا اپنے گھر گیا فحشہ نے یہ نقل سُنا کہ کہاٹے طوطے میں نے تیرا کہتا قبول کیا اور فحشہ بتائی پر تو بھی اس وقت یہ سخن میرا سن اور مجھے جلد رخصت سے طوطے نے کہا بہتر اب دیر نہ کر اور مجھ اپنے دوست سے مل اور خوشیاں کر کہ بدویر سُنا کہ جانتی تھی کہ جائے اور اُس کو گلے لگائے اتنے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی فحشہ مرغ کو کھالیاں دیدی کہنے لگی کہ اب صبح ہوئی میں کیوں کر عاؤں آخر کار جانا اُسکا اس روز بھی موقوف رہا تب یہ بیت پڑھا اور بٹنے لگی بیت

لے مرغ سحر آج اگر تجھ کو میں پاؤں تو کچا ہی دانتوں سے ترا گوشت چھاؤں

بتلیسوں داستان سپاہی اور سنائی

جب آفتاب چھا اور ماہتاب نکلا جست نہاد دھوا اور پھوڑا سا میوہ کھا اُطلس کا پانچا مرقیش کا ازار بند جالی کا کلیوں دار کرتہ منجاف لگا کھانک کر فیفت کی اُچھیا بنارسی روٹہ ہستی کی دھڑی پاؤں کا لکھٹا آنکھوں میں سرمہ ہلوں میں کنگھی اس طرح بناؤ ٹھٹھاؤ کروا ہر کے کہنے ہلنے سے آواز نہ ہوا ایسی جی ٹھنی کہ احوال اس کی سُکھرائی کا بیان نہیں کیا ہوتا موافق اس کے تھا حسن و کثرت بھی اس عقل کے ساتھ ماکہ چور شک سے جس کے دو گڑے رات صفائی یہ پوشک کی دیکھو نظر سوچ میں ہے کہ سیلی نہ ہو اس بانگین سے اُٹھی اور طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی اے محرم راز دے میرے دمساز اگر صبح میرے احوال بد رہم کرے اور رخصت سے میں جینک جیتی رہوں گی تب تک تیرے ہانا احسان سے سرمہ اُٹھاؤں گی کیونکہ ایک درد ایسا بیکراری کا پہلو سے اُٹھتا ہے کہ حال میرا ہوا ہوا جاتا ہے اٹھتا ہوں نہیں منڈتی میں میری دل کو تعب ہے یا ارب دل میراں کو مرے کس کی

طلب ہے، بتیابی پیچ سے نہیں چلن جو دم بھر کیا جانے کہا مل کو مرے دو کد مہب ہے، طوطے نے کہا
 منبرک ہو تشریف لے جا یہ بات یاد رکھنا کہ جس سے جاننا اُس سے آشنائی کرنا کرنا اپنے دل کا راز کسی
 مرت کہنا نہیں تو یہ بات جری کل جادو کی اور ملاکت کو پہنچی جس صورت سے اُس نے گردنے اپنی جود سے
 احوال کہا اور مارا گیا نجات نے پوچھا اُس کی حقیقت کیونکر ہے آگاہ کر معکایت طوطا کہنے لگا کبھی کسی
 شہر میں ایک سنا رہا تھا مالدار تھا اولیک سپاہی اُس سے بدل دوشی رکھتا تھا اُسکی آشنائی کو بیچ
 جانتا تھا اتفاقاً اُس سپاہی نے ایک تحصیل اشرفیوں سے بھری ہوئی کہیں سے پائی اور نہایت خوشی
 حاصل ہوئی اور اُسکو کھول کر گنا تو وہ سوا اشرفیاں نقیب۔ وہ سپاہی تحصیل لئے ہوئے خوشی سے سنا کہ
 پاس گیا اور کہنے لگا میرے بخت اچھے تھے جو بے رنج و محنت اس قدس راہ سے میں نے پایا حاصل
 کلام وہ تحصیل اُس سنا کہ سوچی اور یہ بات کہی کہ جانی یہ میری امانت ہے اپنے پاس رہنے سے جب
 چاہوں گالے لوں گا بند کئی دن کے اُس تحصیل کو سنا رہے سپاہی نے طلب کیا تب وہ کہنے لگا کہ
 سپاہی تو تے مجھ سے اس واسطے آشنائی کی تھی کہ تہمت لگا دے اور مجھے جود بنا دے۔ بھلا تحصیل تو نے
 مجھے کب دی تھی تو جھوٹ کہتا ہے کیا خوب اب تو یہاں سے جا اور کسی بڑے مالدار پر تہمت لگا
 جس کے سبب سے کچھ مرزا اٹھا ہے اور غریب کے سنا دے سے کیا پاوے گا میں تجھے اپنا دوست
 جانتا تھا اور یہ کب معلوم تھا کہ تو دشمن ہوگا اب جھوٹ بیچ لگا کر مجھ سے مال چاہتا ہے مثل مشہور
 ہے اُٹا بھد کو تو ال کو ڈانٹے جھوٹے کسے آگے سچا رومے آخو کار اُس سپاہی نے بنا چاری
 قاضی کے پاس جا کر فریاد کی اور یہ حقیقت اُس سے موبو کی جب قاضی نے اُس سے پوچھا کہ
 اس بات کا کوئی گواہ اُس نے کہا حضرت مسلمان مسلمان کوئی نہیں قاضی نے عقل سے معلوم
 کیا کہ یہ قوم سنا رکی دغا باز ہوتی ہے کچھ تعجب نہیں کہ اس سنا نے خواہ مخواہ دغا بازی کی ہوگی اس
 احتمال پر قاضی نے سنا اور اُسکی جود کو بلا بھیجا اور ہر چند دلا سا دیکر پوچھا انہوں نے سوائے
 الحاکم کے ہرگز اقرار نہ کیا تب قاضی نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ مقرر تو نے اُسکی تحصیل اڑائی ہے
 جب تک اُسکی تحصیل نہ دیکھا تب تک میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا یہ کہہ کر قاضی گھر گیا اور دو شخصوں کو ایک
 صندوق میں بند کیا اور اُس صندوق کو کوٹھڑی میں دھر دیا پھر باہر نکل کر سنا رہے کہا کہ اگر زردینا
 قبیل نہ کر گیا تو میں صبح کو تجھے مار ڈالوں گا یہ کہہ کر اُن دونوں کو اُس کوٹھڑی میں بند کیا اور فرمایا
 کہ صبح کو بعد نماز کے یہیں قتل کروں گا یہ کہہ کر قاضی اندر گئے اور وہ دونوں اُسی جگہ قید رہے جب
 آدھی رات گزری تب اُس کی جود نے کہا اگر تو نے اُس کی تحصیل لی ہے۔ تو مجھے بتا دے

کہاں رکھی ہے اور نہیں تو اُس پھیلی کے ساتھ ہماری جان جاوے گی یہ قاضی بغیر تفصیل لئے تم کو ہرگز جیتانہ چھوڑے گا تب اُس سنار نے کہا کہ فلاں جگہ جہاں میری چار پائی کچھی ہے وہیں وہ ٹھیک لگڑی ہے یہ بات اُن دونوں شخصوں نے کی کہ جو قاضی جی نے واسطے دریافت کرنے کے اس سنار سنار کی کوٹھڑی میں سپاہی اور سپاہی کی چھوڑ دو بند کیا تھا سو اُنہوں نے سنار، رنار، ان کی باتیں اپنے کانوں سے سنی تھیں اتنے میں صبح ہوئی جب قاضی نے اُن چاروں کو کچھری میں بلوایا اور اُن دونوں شخصوں سے پوچھا کہ بیچ بھورات کو اُن دونوں نے کیا باتیں کیں تب قسم لکھ کر سپاہی نے جو سنا تھا کہہ سنا یا۔ قاضی نے اُس جگہ سے وہ پھیلی اپنے لوگوں کے ہاتھ منگو کر سپاہی کے حوالہ کی۔ اور سنار کو سوئی دی طوطے نے تب یہ غصہ سے کہا اگر درگزر اپنا حال جو دے سے نہ کہتا تو مارا نہ جاتا خراب رہا یہیے اور اپنے معشوق سے دل کر مزا جوانی کا اٹھائیے غصہ نے یہ سنتے ہی چاہا کہ اپنے ننکس اُس کے پاس پہنچا دے اور اُسکو گھٹے لگائے اتنے میں نور کا ترکا ہوا اور مرغ بولا۔ جانا اُسکا اُس روز بھی موقوف رہا تب یہ فرد پڑی اور منہ ڈھانپ کر دینے لگی فرح و صل کی جس سحر سے چھوٹی شب، اُس سحر کو خدا نہ دکھلائے ۔

منتیسویں داستان ہوا الہ الدار کی اور سبب حیرت کے حاصل ہونا اس کے مقصد کا

جب سورج چھا اور چاند نکلا تجتہ پوشاک بدل جاہر پہن طوطے کے پاس رخصت لینے گئی اور کہنے لگی کہ طوطے تیرے قربان جاؤں مجھ پر رحم کر اور رخصت دے کیونکہ آج کچھ پھر جی گھبرا رہا ہے اور دل ٹکڑے ہو جاتا ہے فرح یاد میں تڑپے ہے دل کس ابروئے خمدار کے، آج کچھ ناحق بدل ہے آہ اُس ہمارے، چاہتی ہوں کہ آدمی رات کو اُس کے پاس جاؤں تو بھی اس وقت ایک حکایت چھوٹی سی بیان کر:-

حکایت طوطا کہنے لگائے تجتہ کسی شہر میں ایک سوداگر نہایت مالدار تھا لیکن بے اولاد تھا۔ ایک دن یہ اُسکے دل میں خیال گزرا اور اپنے جی میں کہنے لگا اگر جہ میں نے اس جہاں میں دولت بے شمار پیدا کی پر بے حاصل کیو واسطے کہ ایک بھی لڑکا نہ ہوا جو میرے اس گھر کو روشن کرتا اور اس دولت کو اپنے قبضے میں لانا مجھ کو آبا کا نام روشن کرنا۔ افسوس صد افسوس جس کسی کی طرف سے نہیں مجھ کو غم، مگر ایک

اولاد کا ہے الم، خیر اب بہتر یہی ہے کہ اپنے جیتے جی اُس زربے بناد کو بنام سولا لٹائیے۔ اور فقیر و فقراء غریب و غرباء یتیموں کو کھلائیے، اور آپ فقیر ہو کر یاد الہی میں مشغول رہیے فرح اہل فنا کو نام سے ہستی کے تنگ ہے، لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے، یہ بات جی میں ٹھہرا کر گریبان مثل گل چاک کر ڈالا، اور یہاں تک زرفند صبح سے شام تک لٹایا کہ ہر ایک غریب غنی ہو گیا آپ ایک لڑے سے بوریے پر لٹکوا کھینچ اُسی طرح بھوکا پیاسا پڑا رہا اُسی شب کو بعد آدھی رات کے کیا خواب دکھتا ہے کہ ایک

شخص اجنبی سا اُس کے سامنے کھڑا ہے اُس نے پوچھا اسے عزیز تو کون ہے وہ بولا میں اصل صورت تیرے
 بخت کی ہوں تو نے جو آج مال و اسباب خدا کی راہ میں خیرات کیا اور کچھ اپنے واسطے در کھا اس واسطے میں
 کہنے کو آیا ہوں کہ میں صبح کو برہمن کی صورت بن کر تیرے پاس آؤنگا تو مجھے اسے لائٹھیوں کے مار ڈالو
 جس گھڑی میرا دم بدن سے نکلیگا تمام سونے کا ہو جاؤنگا جس عضو کو تو چاہے گا کاٹ لینا وہ عضو پھر
 اُسی وقت درست ہو جاؤنگا اور تیرے ہاتھ بہت سا سونے لگے گا۔ یہ بات اُسکا نصیب کہہ کر اُدھر گیا اور
 اُدھر صبح کا تارا نمودار ہوا جب اُسکی آنکھ کھلی سوائے اُس بوریے کے کچھ نہ دیکھا اپنے جی میں متعجب ہو کر کہنے
 لگا الہی میں نے یہ کیا سفند دیکھا تعجیر اُس کی کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں تو کریم کار ساز ہے جو چاہے سو
 کہے اسی حیرانی میں تھا کہ لبیک جام کیوت نعل میں دبائے ہوئے اُسکی طرف سے ہونٹکا اُس نے پکار لیا اور
 اپنا سر منڈوانے لگا بعد ایک دم کے ایک برہمن اُسکے سامنے سے آیا تب اُسے وہ اپنارات کا خواب یاد پڑا اُسی
 گھڑی سر منڈوانا موقوف کیا اور اُس برہمن کو لائٹھیاں مارنے لگا اور یہاں تک مارا کہ وہ اپنے جی سے گزرا زمین
 پر گر کے ایک پتلا زبر سحر کا ہو گیا سو اُگرنے اُس پتیلے کو اپنے گھر میں رکھا اور تھوڑا سا سونا جام کو دے کر کہا کہ یہ
 بات تو کسی سے نہ کہنا اور وہ اُستلو اپنے جی میں بہت سا خوش ہوا کہ یہ نسخہ کیا کیا ہے حقتعالیٰ نے اچھا دیا
 غرض اُس سونے کو نعل میں دبا کر جلدی جلدی اپنے گھر آیا اور ایک لائٹھی موٹی سی اپنے ہاتھ میں لے کر
 دروازے پر اُس کی ناک میں بیٹھو کر کہ کوئی برہمن اس طرف سے آئے تو اُس کو مارے اور سونا بنائے اتنے
 میں گروہ برہمنوں کا اُدھر سے آگیا اُس نے اُن کو اپنے گھر میں بلایا اور اُن کی ضیافت میں دل لگایا
 بعد ایک گھڑی کے ایک لائٹھی موٹی سی اُٹھا کر اُن کو بے اختیار پیٹنے لگا۔ اور یہاں تک مارا کہ سر اُن
 کے پھوٹ گئے اور لہو لہان ہو گئے تب وہ سب کے سب نعل چلنے لگے کہ کوئی واسطے گسیان کے آئے
 نہیں تو ہم اس جام کے ہاتھ سے مفت مائے جاتے ہیں۔ یہ سن کر محلے والے دوڑے اور نائی کو بانڈھ
 کر عالم کے پاس بیگئے اور کہنے لگے خداوند دیکھئے ہم تو اس زمانے میں مرتے ہیں کہ آپ کے عمل میں
 نائی برہمنوں کا خون کرتے ہیں عالم نے جام سے پوچھا کہ تو نے کس تغصیر پر اُن غریبوں کو مارا اور کس
 خطا پر ان بچاروں کا سر پھوڑا اُس نے کہا حضرت سلامت میں آج خبر کو فلا نے سوداگر کی اصلاح
 بنائے کیا تھا میرے سامنے ایک برہمن اُس کے پاس آیا اُس نے دو چار لائٹھیاں ماریں وہ مرتے ہی
 سونا ہو گیا میں نے سوام کیا کہ اگر کوئی برہمن کو لکڑیاں مائے تو سونا ہو جائے میں نے بھی اپنی اُس طرح
 پر ان برہمنوں کو مارا کہ یہ شاید زہر ہو جاویں گے۔ افسوس یہی ہے کہ کوئی برہمن زہر نہ ہوا۔ بلکہ اور
 فتنہ برپا ہوا یہ خطا مجھ سے ہوئی جو چاہے سو کیجئے تب عالم نے سوداگر کو بلو کر کہا کہ یہ جام کبیا

کہتا ہے سو اور جو احوال ہو سچ بیان کر دو۔ ہم نے یوں سنا ہے کہ تم نے آج ایک برہمن کو مار کر سونا بنایا ہے اور یہ نائی بھی کئی برہمنوں کو ادھہ مرا کر کے کتہ کیا چاہتا ہے سو اگر نے کہا بندہ نوازیہ میرا تو کرے آج کئی دن دیوانوں کی طرح پڑا پھرتا ہے جسے چاہتا ہے اُسے ملتا ہے اور تمام شہر میں غل مچاتا ہے مجھ کو کیا مثل مشہور ہے جس کا خون اُس کی گردن پر آپ حاکم ہیں جو مناسبت جائے کیجئے میں کس واسطے کسی کو ماروں گا۔ حاکم نے اُس کا کہنا یاد رکھا اور اُن سب کو دم دلاسا دیکر رخصت کیا پھر اُس حجام کو سزا دی طوطے نے یہ بات کہہ کر غصہ سے کہا اگر جانا ہے تو جا کیونکہ اب وقت اخیر ہے اور نہیں تو کل میرا شام ہی چلی جانا کہ بانو نے یہ بات سُننے ہی چاہا کہ جائے اور اپنے دلبر سے ملے لتے میں صبح ہوئی اور مرغ نے بانگ دی رانا اُس کا اُس روز بھی موقوف ہا تب یہ بیت پڑھی اور رونے لگی :-

ہجران کے شب و روز کا طرفہ الم ہے شب گزری ہے اندوہ میں اور دن کو بھی خم ہے

چوتیسویں داستان مینڈک زنبور اور مرغ کی جہنموں نے منفق ہو کر ہاتھی کو مار ڈالا جب سورج چھپا اور چاند نکلا غصہ رخصت لینے طوطے کے پاس گئی اور کہنے لگی اے طوطے تو کچھ میرے بھی حال سے واقف ہے کہ اب دن بدن ناتوان ہوتی جاتی ہوں اور رنگ نقاہت سے زرد ہوا چاہتا ہے اور جہان کی کسی چیز پر دل نہیں لگتا اور کسی سے بولنے کو جی نہیں چاہتا ہے فرما تجھ بن اب تو غم سے قدرت ایک ذرا ہیہات نہیں ، دامن سے منہ ڈھانپ کے رہنا رو نا بھی کچھ بات نہیں ، احسن سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے سب ، نہو دل تو پھر بات بھی ہے غضب ، طوطا کہنے لگا کہ بانو تو کچھ اندیشہ نہ کر اور دل میں راہِ فنا مہدی کو نہ دے خدا پر نظر رکھ کہ وہ بڑا سبب الاسباب ہے۔ عا تیری قبول کرے گا۔ اور تمنائے دل پر لاویگا فرض نہ کرنا کبھی یاس کی گفتگو نہ کرنا ہے قرآن میں لا تقنطروا اب نیرے کام میں سی کرتا ہوں۔ کس واسطے تو اپنی جوانی کو جلاتی ہے۔ اور کیوں نہ کہوں میں کہ آنسو دم بدم بھرے لاتی ہے مقرر تیرے دوست کے پاس تجھے پہنچاؤں گا غصہ کہنے لگی اے پیارے کیا تعجب ہے کہ ہم دونوں ایچ دل ہو کر کوشش کرتے ہیں تیس پر بھی یک کام سر انجام نہیں ہوتا یہ کیا حکمت آگئی ہے اور یہ کیسے برگشتہ نصیب ہیں کہ آٹھوں پہر پہر ہی رہتے ہیں بیٹھا ہیہات طوطا کہنے لگا کہ غصہ یہ کیا کھن ہے تو نہیں سنی کہ مینڈک زنبور اور مرغ ہر ایک آپس میں منفق ہوئے اور ہاتھی کو مار ڈالا باوجود اس کے کہ وہ بڑا جانور ہیبت ناک تھا اور یہ کو نسا بڑا کام ہے۔ کہ وہ ہم سے اور تم سے نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ قریب ہے کہ تو اپنے بار سے ملے اور چین کرے مجھ نے یہ مسکرا کہا کہ تیرے منہ میں گئی شکر خدا تجھ کو خوش رکھے جو تو ایسی باتیں کر کے میرا جی بہلاتا ہے پرائی نقل کیونکر

حکایت طوطا کہنے لگا کسی شہر میں ایک درخت تھا اور اُسکی ڈالیاں گنجان تھیں اُس پر ایک شکر خور نے اپنا گھونسا بنا کر انٹے دئے تھے اتفاقاً ایک پہل مست اُس جگہ پہنچا اُس درخت سے پرپٹ رگڑنے لگا اُس کے منہ سے درخت ہلا بیٹھے گر پڑے تب وہ شکر خورہ ڈر کے مارے اپنی مادہ کو چھوڑ کر ایک درخت پر چھا بیٹھا اور آہ و زاری کرنے لگا۔ مثل مشہور ہے کہ بلی آگے چوہے کا کیا بس ہے لیکن اپنے جی میں کہتا تھا کہ اس دشمن زبردست سے بدلہ کس طرح لینا چاہیئے۔ یہ خیال کرتے اپنے دوست کے پاس گیا کہ جسے مرغ دراز لوک کہتے ہیں۔ احوال گزرا ہوا سب اُس کے آگے کہا کہ ناحق ایک فیل نے میرے اوپر ظلم کیا کچھ ایسی تدبیر کر کہ وہ مارا جاوے اور میں اپنی داؤد کو پہنچوں میرا بدلہ اُس سے لے کیونکہ تو میرا دوست ہے۔ اور دوست ہی دقت پر کام آتے ہیں اُس نے کہا کہ بجائی ہاتھی کا مارنا بہت دشوار ہے۔ مجھ اکیلے سے نہ ہو سکیگا۔ مگر ایک زنبور ہے۔ میں اُس کو نہایت دوست سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے نہایت دانائے اُس سے مشورت کیا چاہیئے جو وہ کہے سو کیجئے۔ غرض اُن دونوں نے اپنے تئیں اُس کے پاس پہنچایا۔ اور یہ احوال ظاہر کیا یہ ماجرا اُس نے سنکر خوش محسوس کیا اور کہا کہ میں ایک مدت سے دوستوں کے کام پر کمر باندھ رہتا ہوں میرے ساتھ ایک غوک بخوبی آشنائی رکھتا ہے اور اپنی قوم کے لشکر کا سردار ہے اُس سے اس بات کو جا کر کہ سُنائے وہ جو کہے اُس پر عمل کیجئے کیونکہ تدبیر اُس کی خطا نہیں کرتی بہر صورت اُن تینوں نے اپنے تئیں اُس مینڈک کے پاس پہنچایا اور اُس سے مدد چاہی تب غوک نے شکر خور کے احوال پر اور انڈوں کے پھوٹنے پر رحم کھایا اور کہنے لگا شکر خور تو خاطر جمع رکھ مجھ کو بھی اُس کے مارنے کی ایسی حکمت سوچھی ہے کہ جس سے پہاڑ کو پست کرتے ہیں۔ وہ کیا چیز ہے۔ چلتے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ پہلے زنبور اُس کے پاس جائے اور اپنی آواز دلچسپ سُناوے اور اُس کو مست کرے۔ جب وہ مستی پر آوے تب یہ مرغ دراز لوک اپنی چونچ سے اُس کی آنکھیں نکالے کہ جہاں روشن اُس کی آنکھوں میں تاریک ہو جائے پھر بعد کئی دن کے جب یہ مارے پیاس کے نہایت تنگ ہوگا تب اُس کے سامنے میں بولنا شروع کروں گا۔ اور وہ معلوم کرے گا کہ جس جگہ مینڈک لٹا ہے وہاں خور پانی تو ہے اس شہر پر وہ اٹکل سے آہنگا اور آگے قدم بڑھائیگا اور میں پچھلے قدم ہٹونگا اسی طرح سے آہستہ آہستہ بھلاتے بھلاتے لیجاؤں گا اور ایک ایسے غار میں گرا دوں گا پھر اُسکی آواز کوئی نہ سنیگا، وہاں سے قیامت تک وہ نکل سکیگا آپ ہی آپ ایک ایک لے جھوک کے مر جاوے گا آخر کار اُسی بات پر وہ ہر ایک آپس میں متفق ہوئے اور اُسی حکمت سے ہانسی کو ہلاک کیا طوطے نے یہ سخن بیان کیا پہنچا کر